كتاب المرأة المسلمة - أردو

خواتین کے مسائل

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي
هاتف: ٤٢٣٤٤٦٦ ٠١٦ - فاكس: ٤٢٣٤٤٧٧ ٠١٦

208

جمعية الدعوة بالزلفي

خواتین کے مسائل

أحكام المرأة المسلمة- أردو

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في الزلفي
Tel: 966 164234466 - Fax: 966 164234477

أحكام المرأة المسلمة

أعده وترجمه إلى اللغة الأردية

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

الطبعة الرابعة: ٩/١٤٤٢هـ

ح **المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي**

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالزلفي

أحكام المرأة المسلمة - الزلفي 1435هـ

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٨٠١٣-٥٣-٣

(النص: اللغة الأردية)

١- المرأة المسلمة أ- العنوان

ديوى 219.1 1435/945هـ

رقم الإيداع: 1435/945هـ

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٨٠١٣-٥٣-٣

خواتین کے مسائل

عورت کا اسلام میں مقام	5
یونانی اور رومی معاشرہ میں عورت کا مقام	5
ہندوستانی، چینی معاشرے اور یہود ونصاری میں عورت کا مقام	6
عرب جاہلی معاشرہ	7
ملت اسلام اور عورت	8
خواتین کے حقوق	10
خاوند کے ذمے عورت کے حقوق	13
پردو	15
مسائل حیض ونفاس، حیض کا وقت اور مدت، اس کی غیر معمولی حالتیں	21
احکام حیض	23
استحاضہ کا خون اور اس کے احکام	27
احکام نفاس	29
حیض وحمل کو روکنا	30

خواتین کے مسائل

عورت کا اسلام میں مقام

اسلام میں عورت کے مقام پر بات کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ دوسری قومیں عورت کے بارے میں کیا رائے رکھتی ہیں اُس کو واضح کردیا جائے اوران قوموں کا عورت کے ساتھ کیا رویہ اورسلوک تھا اسے بھی بیان کردیا جائے۔

یونانی معاشرہ: اہل یونان کے ہاں عورت کی خرید وفروخت ہوتی تھی' اسے کسی قسم کے حقوق حاصل نہ تھے' اورتمام حقوق صرف مرد کے لیے تھے' وہ حق وراثت سے بھی محروم تھی' اور مال خرچ نہیں کرسکتی تھی۔مشہور یونانی فلسفی سقراط نے کہا تھا:''دنیا کی تباہی کا سب سے بڑا سبب عورت کا وجود ہے' عورت زہریلے درخت جیسی ہے جس کی شکل ضرور خوبصورت ہوتی ہے لیکن جب پرندے اس درخت کو کھاتے ہیں فوراً مر جاتے ہیں''۔

رومی معاشرہ: اہل روم کا خیال تھا کہ عورت کی روح ہی نہیں ہوتی' رومی معاشرے میں عوت بے قیمت چیز کا نام تھا' اس کے کوئی حقوق ہی نہیں ہیں' ان کا نعرہ تھا کہ ''عورت بے چیز کا نام ہے'' اسی لیے عورت کو سزا دی جاتی تھی' اس کے جسم کے اوپر گرم گرم تیل ڈالا جاتا' ستون سے باندھ دیا جاتا' بے قصور

عورت کو بھی گھوڑے کی دم سے باندھ کر اس قدر دوڑایا جاتا کہ وہ مر جاتی۔

ہندی معاشرہ: کچھ اسی قسم کا رویہ ہندوستانی معاشرے کا تھا' بلکہ اس سے آگے بڑھ اگر کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو عورت کو زندہ جلا دیا جاتا۔ (اس رسم کو ستی کا نام دیا جاتا تھا جس کو موجودہ ہندوستانی قانون میں جرم قرار دے دیا گیا ہے۔)

چینی معاشرہ: اہل چین نے عورت کو تکلیف دہ پانی قرار دیا ہے جو انسانی خوشی اور مال کو دھو ڈالتی ہے۔ ایک چینی کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی بیوی کو بیچ لے' اور اُسے اس بات کا بھی اختیار تھا کہ بیوی کو زندہ درگور کر دے۔

ملت یہود: یہودی عورت کو ملعون قرار دیتے ہیں' اس لیے کہ عورت (حواء) نے حضرت آدم علیہ السلام کو ورغلایا اور انہوں نے درخت کو کھالیا۔ یہودیوں کے ہاں حالت حیض میں عورت نجس ہوتی ہے' جو کہ گھر کو ناپاک کر دیتی ہے اور ہر وہ چیز بھی ناپاک ہو جاتی ہے جسے حیض والی عورت چھو لے۔ علاوہ ازیں بھائیوں کی موجودگی میں بہن اپنے باپ کی وارث نہیں بن سکتی۔

ملت نصاریٰ: عیسائیوں کی رائے میں عورت شیطان ہے' ایک عیسائی پادری نے کہا ہے کہ: ''عورت انسان ہی نہیں ہے''۔ عیسائی پوپ بونافنتور (Saint Bonaventure 1217-1274) کہتا ہے: ''جب تمہیں عورت نظر آئے تو یہ نہ سمجھو کہ تم انسان کو دیکھ رہے ہو اور نہ ہی کسی حیوان کو دیکھ رہے ہو بلکہ جس چیز کو تم دیکھ رہے ہو وہ خالص شیطان ہے اور جو اس کی آواز سن رہے ہو سانپ

کی پھنکار ہے‘‘۔

حتیٰ کہ یورپ کے سِوِل لاء (شہری قوانین) میں پچھلی صدی تک عورت کو شہری ہی نہیں مانا جاتا تھا‘ اسی اعتبار سے عورت کے شخصی حقوق بھی نہیں تھے‘ اُس کو ذاتی ملکیت رکھنے کا بھی حق نہیں تھا حتیٰ کہ وہ اپنے ذاتی لباس کی بھی مالک نہیں تھی۔ اسکاٹ لینڈ کی پارلیمنٹ نے ۱۵۶۷ء میں قانون پاس کیا تھا کہ عورت کو کسی چیز پر بھی اختیار نہیں دیا جاسکتا۔

ہنری ہشتم (Henry VIII) کے زمانے میں برطانوی پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ عورت انجیل کی تلاوت نہیں کرسکتی کیونکہ وہ ناپاک ہے۔

۱۵۸۶ء میں فرانس میں ایک کانفرنس بلائی گئی جو اس بات کو طے کرے کہ کیا عورت انسان ہے یا انسان نہیں ہے؟ اس کانفرنس نے فیصلہ دیا کہ عورت ہے تو انسان ہی لیکن مرد کی خدمت کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔

۱۸۰۵ء تک انگریزی قانون اس بات کی اجازت دیتا تھا کہ خاوند اپنی بیوی کو بیچ سکتا ہے اور چھ ٹکے عورت کی قیمت مقرر کی گئی تھی۔

<u>عرب جاہلی معاشرہ:</u> اسلام آنے سے پہلے عربوں کے ہاں عورت قابل حقارت چیز تھی‘ جو وارث نہیں بن سکتی تھی اور نہ اُس کی حفاظت کی جاتی تھی اور نہ ہی عورت کے حقوق تھے‘ بلکہ عربوں کی بڑی اکثریت بچیوں کو زندہ درگور کردیتی تھی۔

ملت اسلام اور عورت:

پھر اسلام آ گیا' تاکہ عورتوں سے تمام ظلم و زیادتی کو ختم کر دے' اور واضح کر دے کہ مرد اور عورت دونوں برابر ہیں' جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَـٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات ١٣)

''اے لوگو! بے شک ہم نے تم سب کو ایک مرد' ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندان اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو' البتہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے زیادہ مقام والا وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا' بلاشبہ اللہ خوب علم رکھنے والا ہے اور خوب باخبر ہے''۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّـٰلِحَـٰتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَـٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا﴾ (النساء ١٢٤)

''جو بھی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو پس ایسے ہی لوگ جنت میں جائیں گے اور اُن پر ذرا برابر بھی ظلم نہیں ہوگا''۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (العنکبوت:۸)

''اور ہم نے انسان کو تاکید کے ساتھ حکم دیا کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے''۔

خواتین کے بارے میں بالخصوص رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَاناً أَحْسَنُهُمْ أَخْلَاقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا)) [سنن الترمذی ۱۱۷۸، امام البانی رحمہ اللہ نے حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔]

''مؤمنین میں سے سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے، اور تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے اپنی خواتین کے لیے اچھے ہیں''۔

اور ایک آدمی نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا: میرے اچھے برتاؤ کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں''۔ سوال کرنے والے نے دریافت کیا: اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں''۔ سوال کرنے والے نے دریافت کیا: اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں''۔ سوال کرنے والے نے دریافت کیا: اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا باپ''۔ یعنی تین مرتبہ عورت ذات ماں حسن اخلاق کی حقدار ہے اور اس کے بعد باپ۔ اس سے اسلام کا اخلاق واضح ہو جاتا ہے۔

[صحیح البخاری ٥٦٢٦ وصحیح مسلم ٢٥٤٨]

خواتین کے حقوق

ہر عورت کے کچھ معلوم حقوق ہیں، جن کا علم خود عورت کو ہونا چاہیے اور معاشرے کو بھی چاہیے، کہ ان حقوق کو مان لے تاکہ عورت جب چاہے اپنا حق وصول کرلے۔ ان حقوق کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔حق ملکیت: ہر عورت اپنی ذاتی ملکیت رکھ سکتی ہے، گھر، زمین، کارخانہ، باغ، سونا، چاندی اور مختلف قسم کے جانور جو چاہے خرید سکتی ہے، خواہ یہ عورت ماں ہو، بیوی ہو، بیٹی ہو، یا بہن ہو۔

۲۔شادی کرنے اور انتخابِ شوہر کا حق: اسی طرح خلع لینے، اور تکلیف کی شکل میں طلاق طلب کرنے کا حق بھی رکھتی ہے۔ عورت کے یہ حقوق بالکل ثابت ہیں۔

۳۔ حصول تعلیم: عورت کا حق ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کا علم حاصل کرے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت، عبادات اور اُن کو ادا کرنے کا علم، اور کون کون سے حقوق کی ادائیگی اُس پر واجب ہے؟ آداب زندگی کیا ہیں؟ اور کن اچھے اخلاق کو اپنانا اس عورت کی ذمہ داری ہے، ان سب چیزوں کا علم حاصل کرنا اُس کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم مرد عورت سب کے لیے برابر ہے، فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد:۱۹)

”جان لو کہ اللہ تعالیٰ علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے“۔

اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((طَلبُ العِلمِ فَرِيضةٌ علىٰ كُلِّ مُسلِمٍ)) [سنن ابن ماجة ٢٢٤، امام البانی رحمہ اللہ نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔]

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

۴۔ اپنے مال کو خرچ کرنے کا حق: چاہے تو اپنے مال میں سے صدقہ کرے' یا اپنی ذات پر خرچ کرے' چاہے دوسروں پر خرچ کرے' جیسے خاوند' اولاد' والدین' یا والدین کے والدین' بشرطیکہ اسراف کی حد نہ پہنچے' جس طرح مرد خرچ کرسکتا ہے عورت بھی خرچ کرسکتی ہے۔

۵۔ ذاتی پسند ناپسند کا حق: عورت کو حق حاصل ہے کہ جس کو چاہے پسند کرے اور جسے چاہے ناپسند کرے' اس طرح وہ نیک بیبیوں سے محبت کرسکتی ہے' ان سے ملاقات کو جاسکتی ہے' اگر اُس کا خاوند ہو تو اس کی رضامندی کے ساتھ ان کو تحفہ دے سکتی ہے' ان سے رابطہ کرسکتی ہے' ان سے حال احوال کا تبادلہ کرسکتی ہے' مشکل کی گھڑی میں ان سے اظہار ہمدردی کرسکتی ہے' بدکردار عورتوں سے نفرت کرسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اُن سے قطع تعلق کرسکتی ہے۔

٦۔ حق وصیت: اپنی زندگی میں اپنے مال میں سے تہائی مال کی وصیت کرسکتی ہے اور بغیر کسی اعتراض کے' اس کی وفات کے بعد اُس کو نافذ کیا جائے گا۔ اور وصیت کرنے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے' جس طرح مرد وصیت کرسکتا ہے اسی

طرح عورت بھی وصیت کرسکتی ہے۔اس لیے کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کے ثواب کامحتاج ہے۔ بشرطیکہ وصیت کل مال کی تہائی سے زیادہ نہ ہو۔جو حکم مرد کے لیے ہے وہی حکم عورت کے لیے بھی ہے۔

۷۔انتخاب لباس کا حق: عورت کا حق ہے کہ جو چاہے ریشم اور سونا پہنے' اور یہ دونوں چیزیں مردوں کے لیے حرام ہیں' البتہ ننگے ہونے اور نمائش حسن کی اجازت نہیں' یعنی ایسا جائز نہیں کہ آدھے کپڑے پہنے' یا چوتھائی کپڑے پہنے' یا سر ننگا کرے' یا گردن و سینے کی نمائش کرے' البتہ خاوند کی حد تک اس کی اجازت ہے۔

۸۔ بناؤ سنگھار کا حق: خاوند کو خوش رکھنے کے لیے وہ ہر طرح کا بناؤ سنگھار کرسکتی ہے' سرمہ لگائے' چہرے کی لالی استعمال کرے' ہونٹوں کو بنائے سنوارے' خوبصورت ترین لباس پہنے' البتہ ایسا لباس نہ پہنے جو غیر مسلم عورتوں کا شعار ہے' یا بدکار عورتوں کی پہچان ہے۔شک وشبہ اور غلط کار لوگوں کی پہچان سے بھی دور رہے۔

۹۔خورد و نوش کا حق: جو اچھا لگے اور لذیذ محسوس ہو وہ کھائے پیے' کھانے پینے میں مرد عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں' جو شرعاً حلال ہے وہ مرد عورت دونوں کے لیے حلال ہے اور جو شرعاً حرام ہے وہ مرد عورت دونوں کے لیے حرام ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾

''کھاؤ پیؤ البتہ اسراف نہ کرو' اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (الاعراف ۳۱)

یہ حکم مرد عورت دونوں کے لیے برابر ہے۔

خاوند کے ذمے عورت کے حقوق

عورت کے خاص طور پر بعض حقوق خاوند کے ذمہ ہوتے ہیں۔ خاوند کے حوالے سے عورت کی چند ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں اس لیے اُس کے حقوق بھی ہوتے ہیں۔ عورت پر ذمہ داریوں کی تفصیل یوں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکم کے بعد خاوند کی اطاعت کرتی ہے' اس کے کھانے پینے کی تیاری کرتی ہے' بستر ٹھیک کرتی' بچوں کو دودھ پلاتی ہے' اور اُن کی تربیت و نگہداشت کرتی ہے' خاوند کے مال اور عزت کی حفاظت کرتی ہے' اپنے آپ کو سنبھال کر رکھتی ہے اور جس قدر بناؤ سنگھار کی شرعاً اجازت ہے اپنے آپ کو اپنے شوہر کے لئے خوبصورت بنا کر رکھتی ہے۔

اسی حوالے سے بیوی کے بھی خاوند کے ذمہ کچھ حقوق قرار پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرۃ:۲۲۸)

''جس طرح ان عورتوں کی ذمہ داریاں ہیں ان کے حقوق بھی ہیں معروف طریقے سے''۔

ہم ان حقوق کو تفصیل سے بیان کر دیتے ہیں تا کہ ہر مؤمن عورت کو اپنے حقوق کا علم ہو اور بغیر کسی ہچکچاہٹ اور خوف و خطرہ کے ان کا مطالبہ کر سکے اور خاوند کی بھی ذمہ داری ہے کہ اپنی بیوی کے حقوق پورے کے پورے ادا کرے' ہاں البتہ اگر عورت اپنے حقوق سے خود ہی دست بردار ہونا چاہے تو اس کا حق ہے۔ حقوق کی تفصیل یوں ہے:

۱۔ غریبی' امیری کے اعتبار سے خاوند اپنی بیوی پر خرچ کرے گا۔ لباس' خوراک' دوا اور رہائش یہ سب نفقہ میں شامل ہیں۔

۲۔ بیوی کی عزت' جان' مال اور دین کی حفاظت کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے' کیونکہ خاوند اپنی بیوی کا نگران ہوتا ہے اور نگران اپنی ذمہ داری کی چیزوں کی حفاظت کرتا ہے۔

۳۔ دینی احکام کی ضروری تعلیم کا انتظام کرے' اگر خود نہیں کر سکتا تو بیوی کو اجازت دے کہ وہ دینی حلقوں میں جا کر علم حاصل کرے' یہ دینی حلقے خواہ مسجد میں ہوں یا مدرسے میں' بشرطیکہ فتنے کا خطرہ نہ ہو اور نہ ہی بیوی کو نقصان ہو اور نہ ہی مرد کو نقصان پہنچے۔

۴۔ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء:۱۹)

''اور عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گذارو''۔

اور اچھے طریقے سے زندگی گذارنے کا معنی ہے کہ جماع میں جو بیوی کا حق

ہے اس میں کوتاہی نہ کی جائے' گالی گلوچ کے ذریعے اُسے تکلیف نہ دی جائے' اور نہ ہی اس کو حقارت سے دیکھا جائے اور بے عزتی کی جائے۔

اگر فتنے کا ڈر نہ ہو تو اُسے قریبی رشتہ داروں سے میل جول سے منع نہ کیا جائے' کیونکہ یہ بھی حسن سلوک کا حصہ ہے' اور نہ ہی اُسے طاقت سے زیادہ کام کی ذمہ داری دی جائے' قول وعمل کے ذریعے اُس سے اچھا سلوک کیا جائے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاهْلِهِ وأَنَا خَیْرُکُمْ لِأَهْلِی)) [الترمذی ۳۸۹۵]

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے اہل خانہ کے لیے تم سے زیادہ بہتر ہوں''۔

پردہ

اسلام نے پوری کوشش کی ہے کہ خاندان کو ٹوٹ پھوٹ اور ضائع ہونے سے بچایا جائے' اسی لیے آداب واچھے اخلاق کی دیوار اُس کے اردگرد کھڑی کردی ہے' تاکہ دل برائی سے محفوظ رہیں' اور معاشرہ بھی صاف ستھرا رہے' نہ ہی شہوت رانی ہو اور نہ ہی جذبات بھڑکیں' اور جو جذبات فتنے کو ہوا دیتے ہیں اُن کے سامنے مضبوط رکاوٹ کھڑی کردی ہے' چنانچہ مرد عورت دونوں کو آنکھیں نیچے رکھنے کا حکم دیا ہے۔

عورت کے احترام کی خاطر اللہ تعالیٰ نے پردہ مقرر کیا ہے تاکہ اُس کی

عزت و آبرو کو پامال ہونے سے بچایا جا سکے‘ بیمار دل والوں اور فسادی لوگوں سے اُسے بچایا جائے اور جو لوگ عزت و آبرو کی قیمت کو نہیں جانتے ایسے لوگوں سے عورت کو محفوظ رکھا جائے‘ زہریلی نگاہوں سے بچا کر فتنے کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ اس طرح عورت کی عزت و احترام کی حفاظت کی جائے اور اُسے مکمل احترام دیا جائے۔ علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کے لیے پردہ اشد ضروری ہے‘ غیر محرم رشتہ داروں اور اجنبی لوگوں سے پردہ کرے اور اپنی خوبصورتی کو چھپا کر رکھے‘ البتہ چہرے اور دونوں ہاتھوں کے بارے میں ضرور اختلاف موجود ہے‘ پردے کے حوالے سے بہت سارے دلائل موجود ہیں اور ہر گروہ نے اپنے اپنے دلائل سے بات کو سمجھا ہے‘ اور مخالف گروہ کے دلائل کی توجیہ و تاویل کر لی ہے اور جن دلائل سے پردہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ﴾ (الاحزاب:۵۳)

”اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو‘ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی اسی میں ہے“۔

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (الاحزاب ۵۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر لٹکا لیا کریں' اس سے بہت جلد اُن کی شناخت ہو جائے گی پھر نہ ستائی جائیں گی' اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ ......﴾ (النور: ۳۱)

''مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور پنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اُس کے جو ظاہر ہے' اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں' اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں' سوائے اپنے خاوندوں کے......''۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

((كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ)) [صحیح البخاری ۵۵۳]

''مسلمان عورتیں نمازِ فجر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوتیں' اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں' نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گھروں کو پلٹ جاتیں' اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہ پاتا''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر میں ہوتیں' سوار ہمارے پاس سے گزرتے' جب وہ ہمارے برابر آ جاتے تو عورتیں اپنے سر کی اوڑھنیوں کو اپنے چہروں پر لٹکا لیتیں' جب سوار گزر جاتے تو اپنے چہرے ننگے کر لیتیں۔[سنن ابی داود ۱۸۳۳]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابتدائی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ﴾(النور: ۳۱)

''وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیں''۔

توانہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ لیا اور اس کے دوپٹے بنا لیے۔[البخاری]

اس مسئلہ پر اور بھی بہت سارے دلائل موجود ہیں' پردے کے حکم میں اختلاف کے باوجود تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ ضرورت کے وقت عورت اپنا چہرہ ننگا کر سکتی ہے' مثلاً حالت بیماری میں ڈاکٹر کے پاس معائنہ کروانے کے لیے۔ دوسری صورت میں تمام اہل علم اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اگر فتنے کا خطرہ ہو تو چہرہ ننگا کرنا جائز نہیں' جو لوگ عام طور پر چہرہ ننگا

کرنے کو جائز سمجھتے ہیں فتنے کی صورت میں وہ بھی چہرہ ڈھانپنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔اس زمانے میں فتنے کا کس قدر شدید خوف موجود ہے جب کہ فساد وشر سر پر چڑھ کر ناچ رہا ہے اور عام ہو گیا ہے۔ جو خواتین چہرہ ننگا کرتی ہیں اور اُس کو سجا کر نکلتی ہیں اور آنکھوں کو اضافی طور پر خوبصورت بناتی ہیں ایسی صورت میں تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ حرام ہے۔

اسلام نے عورت کے لیے حرام قرار دیا ہے کہ وہ پرائے مردوں کے ساتھ مل جل کر رہے' اور یہ ساری تدبیریں اس لیے ہیں کہ اخلاق' خاندان اور عزت وناموس کی حفاظت ہو جائے' اسلام کی بھر پور کوشش ہوتی ہے کہ گناہ سے تحفظ کی صورت پیدا کی جائے' فتنے اور فساد کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔عورت کا گھر سے نکلنا' مردوں سے میل جول رکھنا اور اپنی نمائش کرنا یہ سب حرکتیں شہوت کو بھڑکاتی ہیں' جرم کے راستے آسان کرتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾

''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو' اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو۔'' (الاحزاب:۳۳)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط﴾ (الاحزاب:۵۳)

''جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو' تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے''۔

رسول اکرم ﷺ نے مرد عورت کے باہمی اختلاط کو سختی سے روکا ہے اور جو شکل بھی اختلاط کا سبب بنتی ہو اُس سے بھی روکا ہے' حتیٰ کہ عبادات اور عبادت گاہوں میں اس سے روکا ہے۔

بسا اوقات عورت کو گھر سے باہر ایسی جگہ جانا ہی پڑتا ہے جہاں مرد حضرات ہوتے ہیں' مثلاً کوئی مرد نہیں ہے جو گھریلو ضروریات خرید لائے اور عورت خریداری کے لیے نکلتی ہے' یا اپنے لیے اور اپنے زیر کفالت بچوں کے لیے روٹی روزی کمانے نکلتی ہے' اور بھی اس قسم کی ضروریات ہو سکتی ہیں' ایسی صورتوں میں گھر سے نکلنے میں کوئی حرج نہیں' بشرطیکہ شریعت کی مقرر کردہ حدود کا خیال رکھے کہ پردہ کا اہتمام کرے' اپنے بناؤ سنگھار کی نمائش نہ کرے' مردوں سے علیحدہ رہ کر کام کرے' ان کے ساتھ اختلاط نہ بنائے۔

خاندان اور اخلاق کی حفاظت کی خاطر اسلام نے یہ قانون بنایا ہے کہ عورت تنہائی میں غیر محرم مرد سے نہ ملے' خاوند یا محرم کی عدم موجودگی میں کسی غیر محرم خاتون سے علیحدگی میں ملاقات کرنے پر رسول اکرم ﷺ نے شدید سختی کی ہے' اس لیے کہ شیطان کی مکمل کوشش ہے کہ لوگوں کے دلوں کو اور اخلاق کو تباہ کردے۔

مسائل حیض ونفاس

حیض کا وقت اور مدت

۱- عام طور پر بارہ سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر تک حیض آتا ہے، ذاتی حالات، موسم اور ماحول کے اثرات کی وجہ سے پہلے یا بعد میں بھی آ سکتا ہے۔

۲- کم سے کم ایک دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن تک حیض رہتا ہے۔

حاملہ کا حیض: عام طور پر جب عورت کو حمل ہو جاتا ہے تو حیض نہیں آتا، اگر حاملہ عورت کو خون آ جائے اور وہ ولادت سے دو تین روز پہلے ہو اور اُس کے ساتھ دردِ زِہ بھی ہو تو یہ نفاس کا خون شمار ہوگا، البتہ اگر ولادت سے کافی زمانہ پہلے ہو، یا ولادت سے ذرا پہلے ہو اور اُس کے ساتھ دردِ زِہ نہ ہو تو نہ یہ خون نفاس کا ہے اور نہ ہی حیض کا ہے۔ (اس کا حکم استحاضہ کے خون کا ہے۔)

حیض کی غیر معمولی حالتیں

حیض کی چند ایک غیر معمولی حالتیں ہیں:

اوّل: دِنوں میں کمی بیشی، مثلاً کسی عورت کو عام طور پر چھ دن حیض آتا تھا اب ساتویں دن بھی آ گیا، یا سات دن کی عادت تھی اب کی بار چھ دن میں ختم ہو گیا۔

دوم: آگے پیچھے ہونا' مثلاً عادتاً مہینے کے آخر میں خون آتا تھا' لیکن مہینے کے شروع میں آ گیا' یا مہینے کے شروع میں آتا تھا اور مہینے کے آخر میں آ گیا' جب بھی خون اپنی مخصوص نشانیوں کے ساتھ آ گیا وہ حیض ہے' اور جب ختم ہو گیا تو عورت پاک ہوگئی چاہے عادت سے زیادہ آیا ہو یا کم' یا اپنے مقررہ وقت سے پہلے آیا ہو یا بعد میں آیا۔

سوم: پیلا یا گدرھا مادہ نکلنا' یہ کہ عورت پیلا سا خون دیکھے جیسے کہ زخم سے نکلنے والا پانی ہوتا ہے' یا گدرھا سا مادہ ہو جو کہ پیلے اور کالے کے درمیان مٹیالا ہوتا ہے' اگر اس طرح کا مادہ ایام حیض کے دوران آئے' یا طہر آنے سے پہلے آئے تو وہ حیض شمار ہوگا اور اس پر حیض کے احکام لاگو ہوں گے' اور اگر اس طرح کا مادہ طہر کے بعد آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

چہارم: حیض رُک رُک کر آ رہا ہے' کسی وقت خون آتا ہے اور کبھی صاف ہوتی ہے یا اس سے ملتی جلتی صورت ہو' یہ حالت دو صورتوں میں ہوتی ہے:

پہلی صورت: اس قسم کی صورت حال عورت کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہو اور کبھی ختم نہیں ہوتی' یہ استحاضہ بیماری کا خون ہے اور جس عورت کو آئے وہ مستحاضہ کہلاتی ہے اور مستحاضہ کے احکام اس پر لاگو ہوتے ہیں۔

دوسری صورت: کہ خون عورت کو مسلسل نہیں آ رہا بلکہ بسا اوقات آ جاتا ہے' اور اس کے بعد صحیح طہر کا وقت ہوتا ہے' اور خون کا تعطل اگر ایک دِن سے کم

وقت کے لیے ہوتو وہ طہر شمار نہیں ہوگا' اس قاعدے کے مطابق ایک دِن سے کم طہر شمار نہیں ہوگا' الا یہ کہ اس کی کوئی نشانی ہو مثلاً حیض کے ایام ختم ہونے کی صورت میں ہو' یا عورت سفید سا پانی دیکھ لے۔ سفید پانی سے مراد وہ پانی ہے جو حیض ختم ہونے کے بعد رحم سے نکلتا ہے۔

پنجم: خون خشک ہوجائے' کہ عورت کو صرف رطوبت نکلے' اگر رطوبت ایام حیض کے دوران ہو یا طہر سے ذرا پہلے ہوتو حیض شمار ہوگا' اور اگر طہر کے بعد ہوتو حیض شمار نہیں ہوگا۔

احکام حیض

اوّل: نماز: حائضہ عورت پر فرض اور نفل ہر قسم کی نماز ادا کرنی حرام ہے' اور ادا بھی نہیں ہوتی۔ اور ان دونوں میں عورت پر نماز واجب ہی نہیں ہوتی' الا یہ کہ ایک رکعت نماز جتنا وقت پالے' ایسی صورت میں اس وقت کی نماز اُس پر فرض ہوجاتی ہے' خواہ یہ وقت عورت نے ابتدا میں پایا ہو یا آخر میں پایا ہو۔ ابتدا میں وقت پانے کی مثال یوں ہے: غروب آفتاب کے بعد ایک رکعت نماز جتنا وقت پا کر عورت کو حیض آ گیا' جب عورت پاک ہوگی تو آج کی مغرب کی نماز کی قضا دے گی' اس لیے کہ حیض شروع ہونے سے پہلے اُس نے ایک رکعت ادا کرنے کا وقت پالیا تھا۔

آخر وقت کی مثال: سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت جتنا وقت موجود

تھا اور عورت حیض سے پاک ہوگئی' جب عورت نہا دھو کر فارغ ہو جائے تو اس نماز فجر کی قضا دے گی' اس لیے کہ عورت نے نماز کے وقت میں سے اتنا وقت پالیا جس میں ایک رکعت ادا کر سکتی تھی۔

درج ذیل کام دوران حیض عورت کے لیے حرام نہیں ہیں بلکہ ان کی اجازت ہے' ذکر' تکبیر' تسبیح' تحمید' کھانے وغیرہ پر بسم اللہ پڑھنا' فقہ یا حدیث کی کتاب پڑھنا' دعا کرنا' دعا پر آمین کہنا' اور قرآن حکیم کی تلاوت سننا' البتہ حائضہ عورت کا خود سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا منع ہے' لیکن اگر صرف آنکھ سے دیکھ کر اور دل سے سوچ کر ہو اور زبان سے تلاوت نہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً قرآن حکیم کو یا کسی کھلی چیز کو سامنے رکھ کر صرف دیکھتی رہے یا دل ہی میں پڑھتی رہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ حائضہ عورت کو زبان سے بول کر قرآن حکیم کی تلاوت نہیں کرنی چاہیے' الا یہ کہ اس کی ضرورت ہو' مثلاً وہ معلّمہ ہو اور اسے بچیوں کو پڑھانا ہو' یا امتحان ہو اور طالب علم کو امتحان کی خاطر قرآن یاد کرنا ہو' یا اس قسم کی کوئی اور شکل ہو (جس کو حقیقی ضرورت کا نام دیا جا سکتا ہو۔)

<u>دوم: روزہ:</u> فرض ہو یا نفل روزہ رکھنا حائضہ عورت پر حرام ہے' اگر رکھ بھی لے تو صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ جو روزے چھوٹ گئے ان کو ادا کرنا واجب ہے' اگر حالت روزہ میں حیض آ گیا تو اس کا روزہ ختم ہو گیا' خواہ غروب آفتاب سے

ذرا پہلے حیض آ جائے (اُس کا روزہ ختم ہوگیا)۔اگر فرض روزہ تھا تو اس دِن کے بدلے روزہ رکھنا فرض ہے' ہاں اگر غروب آفتاب سے پہلے اُس نے محسوس کیا کہ خون اپنی جگہ سے چل پڑا ہے لیکن باہر نہیں نکلا' اور غروب آفتاب کے بعد باہر نکل آیا تو اس کا روزہ صحیح ہے اور باطل نہیں ہوا۔اگر طلوع فجر کے وقت تک عورت حالت حیض میں تھی' اس دن کا روزہ صحیح نہیں ہوگا' خواہ تھوڑی دیر بعد پاک ہو جائے' ہاں اگر طلوع فجر سے ذرا پہلے عورت پاک ہو جائے' پھر روزہ رکھ لے اُس کا روزہ صحیح ہوگا' خواہ طلوع فجر کے بعد ہی نہائے دھوئے۔

<u>سوم: طواف بیت اللہ:</u> حالت حیض میں فرض ہو یا نفل بیت اللہ کا طواف حرام ہے اگر کر بھی لے تو صحیح نہیں ہوگا۔اس کے علاوہ حج وعمرہ کے باقی ارکان و واجبات ادا کرسکتی ہے' مثلاً صفا' مروہ کے درمیان سعی کرنا' میدان عرفات میں قیام کرنا' منیٰ و مزدلفہ میں رات گذارنا' کنکریاں مارنا' وغیرہ وغیرہ۔اس اصول کی بنیاد پر اگر ایک عورت نے حالتِ طہارت میں بیت اللہ کا طواف کرلیا' اور طواف کے فوراً بعد حیض آ گیا' یا صفا و مروہ کی سعی کے دوران حیض آ گیا' تو کوئی حرج نہیں' س کا حج وعمرہ صحیح ہے' اس لیے کہ پاکی طواف بیت اللہ کے لیے ضروری ہے' باقی ارکان کے لیے نہیں۔

<u>چہارم: مسجد میں قیام کرنا:</u> حیض والی عورت کے لیے مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے۔

<u>پنجم: جماع کرنا:</u> خاوند کے لیے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے' اور

عورت کے لیے بھی حرام ہے کہ وہ خاوند کو ایسا کرنے دے' البتہ خاوند کے لیے یہ جائز ہے کہ جماع کو چھوڑ کر کسی طریقے سے اپنی شہوت پوری کر لے' مثلاً بوس وکنار کرنا یا شرمگاہ کے علاوہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔ والحمدللہ!

ششم: خاوند کے لیے حرام ہے کہ وہ دوران حیض اپنی بیوی کو طلاق دے' اگر اس حال میں بیوی کو طلاق دی تو خاوند نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی' اور ایک حرام کام کا ارتکاب کیا' اور خاوند پر واجب ہے کہ وہ رجوع کرے اور پاک ہونے تک اُسے اپنے ساتھ رکھے' اس کے بعد اگر چاہے تو طلاق دے دے' اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ اگلے حیض تک معاملے کو ملتوی رکھے' جب بیوی دوسرے حیض سے پاک ہو جائے تو چاہے تو اپنے ساتھ رکھے اور چاہے تو طلاق دے دے۔

ہفتم: حیض والی عورت جب حیض سے فارغ ہو جائے تو اُسے سارے جسم کا غسل کرنا چاہیے' سر کے بال کھولنے ضروری نہیں' الا یہ کہ اس طرح سخت طریقے سے باندھے گئے ہوں کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچ پاتا ہو' جب حیض والی عورت کسی نماز کے وقت میں پاک ہو جائے تو فوراً غسل کرنا واجب ہوگا' تاکہ اس وقت کی نماز کو ادا کر سکے' اگر سفر میں ہو اور اُس کے ساتھ پانی نہ ہو' یا پانی تو ہو اور پانی کے استعمال سے نقصان کا خطرہ ہو' یا اُسے اس قسم کی بیماری لاحق ہو کہ پانی کا استعمال نقصان دہ ہو تو غسل کرنے کے بجائے تیمّم

کرلے جب تک کہ مجبوری ختم نہیں ہو جاتی۔ اور جب مجبوری ختم ہو جائے تو غسل کرلے۔

استحاضہ (بیماری) کا خون اور احکام

''استحاضہ'' یعنی بیماری کا خون' یہ عورت کو مسلسل آتا رہتا ہے اور کبھی بند نہیں ہوتا' بس کبھی مہینے میں ایک دو دن کے لیے رک جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو خون مہینے میں پندرہ دن سے زیادہ ہو جائے وہ استحاضہ ہوتا ہے الا یہ کہ عورت کی یہی مستقل عادت ہو۔

استحاضہ والی عورت کی تین حالتیں ہیں:

پہلی حالت: استحاضہ آنے سے پہلے عورت کو حیض کے ایام معلوم تھے' مقررہ دنوں میں وہ اس خون کو حیض کا خون شمار کرے گی اور اُس عورت پر حیض والے احکام لاگو ہوں گے' اس کے بعد والے دِن استحاضہ شمار ہوں گے اور استحاضہ کے احکام لاگو ہوں گے۔

مثال: ایک عورت کو مہینے کے ابتدائی چھ دنوں میں حیض آتا تھا' پھر اُسے استحاضہ بیماری کا خون آنے لگا' اور مسلسل آنے لگا' اب ہر مہینے کے ابتدائی چھ دن حیض شمار ہوں گے' اور اس کے بعد استحاضہ شمار ہوگا' اس قاعدے کے مطابق حیض کے معلوم دنوں میں عورت نماز' روزے سے چھٹی کرے گی' پھر نہا کر نماز روزہ

شروع کردے گی اور باقی دنوں میں آنے والے خون کی کوئی پرواہ نہ کرے۔

دوسری حالت: استحاضہ شروع ہونے سے پہلے اُس کو حیض آیا ہی نہیں ہے بس ابتداء ہی سے جب خون دیکھا استحاضہ چل رہا ہے' یہ عورت امتیازی نشانیوں کے ذریعے عمل کرے گی' جو خون کی واضح نشانیوں کے ذریعے سے پہچانا جاتا ہے' مثلاً کالے رنگ کا' گاڑھا' یا بدبودار تو یہ حیض کا خون ہوگا اور حیض کے احکام لاگو ہوں گے' ان نشانیوں کے بغیر جو خون آئے گا وہ استحاضہ شمار ہوگا۔

مثال: عورت نے جب ابتداء سے خون دیکھا اور وہ چلتا ہی رہا لیکن اس کی پہچان تھی' اس طرح کہ دس دن تک کالا خون تھا باقی دنوں میں سرخ خون تھا' یا دس دن تک گاڑھا خون تھا باقی دنوں میں پتلا خون تھا' یا دس دن تک بدبودار خون تھا اور باقی دنوں میں بدبو کے بغیر خون تھا' تو پہلی مثال کے مطابق کالا خون حیض شمار ہوگا' دوسری مثال کے مطابق گاڑھا خون حیض ہوگا' اور تیسری مثال کے مطابق بدبودار خون حیض ہوگا' اس کے علاوہ جو خون آئے گا وہ استحاضہ کا خون ہوگا۔

تیسری حالت: نہ تو عورت کو حیض معلوم ہے اور نہ ہی واضح نشانی موجود ہے' اس طرح کہ جب سے خون دیکھا ہے وہ مسلسل چل رہا ہے اور خون بھی ایک ہی شکل میں ہے یا اُس کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں اور وہ حیض شمار نہیں ہوسکتا' ایسی عورت عام عورتوں کی عادت کے مطابق حیض شمار کرے گی' چنانچہ ہر ماہ کے چھ

یا سات دِن حیض شمار کرے گی، جس دن سب سے پہلے خون ظاہر ہوا اُس دن کو ابتدائے حیض کہا جائے گا' اور باقی دن استحاضہ میں شمار ہوں گے۔

احکام استحاضہ: استحاضہ اور طہارت کے احکام برابر ہیں' استحاضہ میں مبتلا اور پاک عورتوں میں دو چیزوں کے علاوہ کوئی فرق نہیں:

اوّل: ہر نماز کے لیے مستحاضہ پر وضو کرنا فرض ہے۔

دوم: وضو کرنے سے پہلے اگر کہیں جسم یا کپڑے پر خون لگا ہے تو اُسے دھولے' اور تاکہ خون ادھر اُدھر نہ پھیلے شرمگاہ پر کوئی لنگوٹ جیسی چیز کس کر باندھ لے۔

احکامِ نفاس

نفاس وہ خون ہے جو ولادت کے سبب رحم سے نکلتا ہے' یا تو ولادت کے ساتھ ہی یا اُس کے بعد' یا درِدزہ کے ساتھ ایک دو دن پہلے' اور جب خون بند ہو جائے تو عورت پاک ہو جاتی ہے۔ اگر چالیس دن کے بعد بھی خون رواں رہے تو عورت کو چالیس دن کے بعد نہا دھو لینا چاہیے' اس لیے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہوتی ہے' خواہ خون چلتا ہی رہے' الا یہ کہ چالیس دن کے بعد اُسے حیض کا خون آ جائے' پھر انتظار کرے گی حتیٰ کہ حیض سے پاک ہو جائے۔

نفاس اُس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ ایسا بچہ جنم نہ دے جس میں انسانی ڈھانچہ بن چکا ہو' اگر ایسی چھوٹی سی چیز کو جنم دیا جس میں انسانی

ڈھانچہ واضح نہ ہوتو اس خون کو نفاس کا خون نہیں کہا جائے گا' بلکہ وہ کسی رگ کا خون ہے' اس خون کا حکم مستحاضہ والے خون کا ہوگا۔ ابتدائے حمل کے بعد انسانی ڈھانچہ اسّی (۸۰) دنوں میں بن سکتا ہے اور اکثر اوقات نوے (۹۰) دنوں میں تیار ہو جاتا ہے۔

نفاس والی عورت کے لیے بھی وہی احکام ہیں جو حیض والی عورت کے ہوتے ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

حیض وحمل کو روکنا

حیض کو روکنے والی دواء کا استعمال عورت کے لیے جائز ہے دو شرطوں کے ساتھ:

اوّل: عورت کو کسی نقصان کا خطرہ نہ ہو' اگر نقصان کا خطرہ ہو تو جائز نہیں۔

دوم: یہ کہ استعمال دوا خاوند کی اجازت سے ہو' بسا اوقات خاوند کو اس بات سے نقصان ہوسکتا ہے۔

ایسی دوا کا استعمال بھی جائز ہے جو حیض کو چالو کر دے۔

اس کی دو شرطیں ہیں:

(۱) خاوند کی اجازت ہو۔

(۲) یہ عمل کسی واجب سے فرار کا حیلہ نہ ہو' مثلاً روزوں سے بچنے کے لیے یا نماز سے بچنے کے لیے حیض چالو کر رہی ہو۔

حمل کو روکنے والی دوکا استعمال دو طرح کا ہوتا ہے:

(۱) جو دوا مستقل طور پر حمل کو روک دے تو یہ جائز نہیں ہے۔

(۲) وقتی طور پر حمل کو روکنا' مثلاً عورت کو بہت جلد حمل ہو جاتا ہے' اور حمل کی وجہ سے اسے بہت مشقت ہوتی ہے اور عورت چاہتی ہے کہ کم و بیش ہر دو سال میں بچہ پیدا ہو تو اس طرح کرنا جائز ہے' بشرطیکہ:

(۱) عورت کا خاوند اجازت دے۔

(۲) دوا کے استعمال سے عورت کو (عارضی یا مستقل) تکلیف نہ ہو۔